دین کے

تین اہم اصول

مع

مختصر مسائل نماز

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمیؒ

مترجم

ابو عدنان محمد منیر قمر

توحید پبلیکیشنز بنگلور

دین کے تین اہم اُصول

مع مختصر مسائلِ نماز

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمیؒ

مترجم

ابو عدنان محمد منیر قمر

ناشرین

توحید پبلیکیشنز، بنگلور

نامِ کتاب	دین کے تین اہم اُصول مع مختصر مسائلِ نماز
تالیف	شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمیؒ
مترجم	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین
کمپوزنگ	شبانہ غازی
طبع اول تا ہفتم	سعودی دارالافتاء و مراکزِ جالیات وغیرہ
	۱۴۱۲ھ تا ۱۴۲۲ھ / ۱۹۹۱ء تا ۲۰۰۱ء
طبع ہشتم	۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء
ناشرین	توحید پبلیکیشنز، بنگلور و احیاءِ ملٹی میڈیا، ممبئی

ہندوستان میں ملنے کے پتے

توحید پبلیکیشنز، ایس.آر.کے.گارڈن
بنگلور۔فون.٦٦٥٠٦١٨

2- چار مینار بک سنٹر
چار مینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۱

3- میسور، فون.۴۹۲۱۲۹

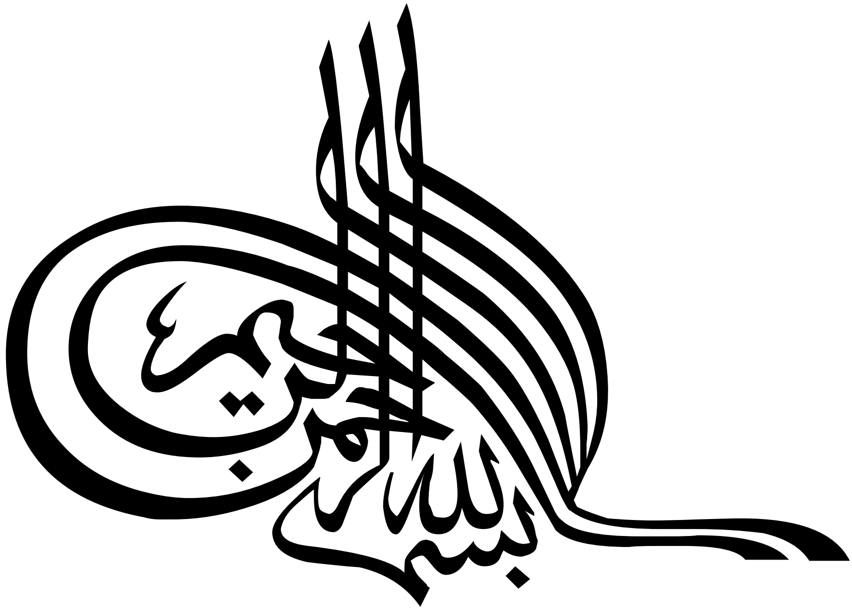
4- یم۔ین۔آر۔بکالی
پوسٹ باکس نمبر ۶۱۴۸۱۔ماہم
ممبئی۔۰۱۶ ۴۰۰، فون

رابطہ: E-Mail:tawheed_pbs@hotmail.com

فہرستِ مضامین

پہلا رسالہ: تین اہم اصولِ دین

دوسرا رسالہ: مختصر مسائلِ نماز


بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

(طبع اول)

دینِ اسلام جو زندگی کے تمام شعبوں پر مشتمل ہے، اُس کی تبلیغ واشاعت کے لیۓ اللہ تعالیٰ نے حضرات الانبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ لوگوں کے لیۓ اس سے لاعلمی کا عذر باقی نہ رہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّايَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ م بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (سورة النسآء:١٦٥)

''سب رسولوں کو (اللہ تعالیٰ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر کسی قسم کے الزام کا موقع نہ رہے۔''

نبیٔ آخر الزمان ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیۓ بند ہو چکا ہے، اس لیۓ اب علماءِ حق کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اس مقدّس مشن کو زندہ رکھیں اور لوگوں کو دینِ اسلام سے روشناس کرائیں۔

زیرِ نظر کتاب اِسی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیۓ شائع کی جارہی ہے، جو شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی رحمۃ اللہ کی تالیف کردہ ہے اور اس کا رواں دواں اردو ترجمہ ہمارے فاضل دوست مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی نے کیا ہے۔

یہ رسالہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں تین اہم دینی اصول، تفصیل سے بیان کیۓ گئے ہیں، جبکہ دوسرے حصہ میں دینِ اسلام کے اہم رکن اور ستون ''نماز'' کے ضروری مسائل کو اختصار کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

دارالعلوم الاسلامیہ چکی، پنڈی گیپ، ضلع اٹک کی طرف سے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس ادارہ کو ثمر آور کرے اور ہم سب کو کتاب کے مندرجات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

ع

''ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد''

العبد المذنب
حافظ محمد اسلم
رئیس دار العلوم الاسلامیہ
چکی، پنڈی گیپ، ضلع اٹک (پاکستان)
وداعیہ مرکز الدعوۃ والارشاد، مقیم شارجہ
(متحدہ عرب امارات)

سنہ ۱۴۱۲ھ
سنہ ۱۹۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ ،وَ نَعُوْذُ بِا للّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَا لِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ،وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَـہٗ، وَ اَشْھَدُ أَ نَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ:[1]

حدیثِ شریف میں مذکور ہے کہ میت کو قبر میں دفن کر دینے کے بعد اس کے پاس دو فرشتے ''منکر اور نکیر'' آتے ہیں اور اس سے جو تین سوال پوچھتے ہیں' جن کے صحیح جوابات دینے والا نجات کا مستحق ہوتا ہے، وہ یہ ہیں۔

1. مَنْ رَبُّکَ؟ — تیرا رب کون ہے؟
2. مَنْ نَّبِیُّکَ؟ — تیرا نبی کون ہے؟
3. مَادِیْنُکَ؟ — تیرا دین کیا ہے؟

قارئینِ کرام! یہ کس قدر عجیب امتحان ہے کہ امتحان گاہ میں داخل ہونے سے ہزار ہا برس پہلے ہی سوالات بتا دیئے گئے ہیں تا کہ تیاری میں آسانی رہے۔

مگر صاحبو! زیادہ خوش فہمی کا شکار بھی نہ ہو جانا۔ درحقیقت یہ امتحان ہمارے سکولوں کالجوں کے امتحانات سے یکسر مختلف ہے۔ ان سوالات کے جوابات صرف زبانی رٹنے سے یاد نہیں ہوتے بلکہ عملی زندگی میں اپنانے سے ازبر ہوتے ہیں' ورنہ جس نے ان سوالات کے مدعا پر کبھی غور نہیں کیا' ان کے مطلوب پر عمل نہیں کیا' اللہ تعالیٰ کے احکامات' نبی ﷺ کے ارشادات

[1] یہ پیش لفظ طبع اوّل کیلئے لکھا گیا تھا جسے معمولی ترمیم اور اضافوں کے ساتھ طبع ہشتم میں بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ (ابوعدنان)

اور دینِ اسلام کی تعلیمات کو نہیں اپنایا، بلکہ صرف برائے نام ہی مسلمان رہا، اس سے جب یہی سوالات پوچھے جائیں گے تو جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے، وہ کہے گا۔

((هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لَا اَدْرِیْ))

''افسوس صد افسوس کہ میں نہیں جانتا۔''

اور اس جواب والے شخص کا نتیجہ کیا ہوگا؟ فیل یا پاس؟ اس کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ اس کے برعکس جس شخص نے اس دنیاوی زندگی میں اللہ و رسول ﷺ اور دین کی تعلیمات کو عملی طور پر اپنایا ہوا ہے' اس سے جب یہی سوالات پوچھے جائیں گے تو وہ فر فر یہ جواب دیتا جائیگا:

رَبِّیَ اللّٰه میرا رب اللہ ہے۔

نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ ﷺ میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے۔

ان صحیح صحیح جوابات والے شخص کے ہائی فرسٹ ڈویژن کے ساتھ پاس ہونے میں کسے شک ہوسکتا ہے؟ اور یہی نجاح و فلاح مسلمان کا مطلوب و مقصود ہے۔

زیرِ نظر کتاب کا نصفِ اول- تین اہم اصول--انہی تین سوالوں کے تفصیلی جوابات پر مشتمل ہے، جبکہ نصفِ ثانی -مختصر مسائلِ نماز---کا موضوع نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں اسلام کے ایک اہم ستون ''نماز'' کے ضروری مسائل کا مختصر ذکر ہے۔

نماز اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے اہم رکن ہے اور اس کی اہمیت یہی کیا کم ہے کہ پتّا پانی کرنے والے روزِ محشر میں سب سے پہلے اسی کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ ؎

روزِ محشر کہ جان گداز بود اولین پرسش نماز بود

یہ کتاب عظیم مجدّد و مصلح شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمی رحمہ اللہ کی دو عربی تالیفات ''الاصول الثلاثة وادلتها'' اور ''شروط الصلوٰة'' کا اردو ترجمہ ہے۔ فاضل دوست جناب حافظ محمد اسلم صاحب رکن دعوت وارشاد سنٹر (مقیم شارجہ) نے خواہش ظاہر کی کہ

اس کا ترجمہ کردیں تاکہ سکول کے طلبہ واساتذہ اور عربی سے ناآشنا عوام النّاس اس سے استفادہ کرسکیں، لہٰذا تعمیلِ ارشاد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.﴾

اس کتاب کا پہلا حصّہ ''دین کے تین اہم اصول'' سب سے پہلے سعودی عرب کے دارالافتاء نے ۱۴۱۲ھ،۱۹۹۱ء میں چھاپا۔ اسکے بعد اسے الریاض، القصیم، الخبر (السعودیہ) اور ضلع اٹک (پاکستان) کے کئی دعوتی وتبلیغی اور تعلیمی وتدریسی اداروں (مکاتب ومراکز دعوۃ الجالیات اور جامعات) نے شائع کیا اور پھر وزارتِ امور اسلامیہ واوقاف اور دعوت وارشاد نے بھی اسے شائع کیا ہے۔ اور آج تک اسکے مختلف جگہوں سے آٹھ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَمِنْهُ الْقُبُوْلُ.

شروع کے ایڈیشنوں میں راقم کا نام بھی بطورِ مترجم شائع ہوتا رہا اور جب وزارتِ امورِ اسلامیہ نے اپنی طرف سے اس کتاب کو چھاپا تو انھوں نے اور پھر اُنہی سے اخذ کرتے ہوئے جالیات الربوۃ (الریاض) اور جالیات الخبر نے بھی پتہ نہیں مترجم کا نام کیوں حذف کردیا؟ جبکہ شیخ الاسلامؒ اردو نہیں جانتے تھے اور نہ ہی یہ کتاب اردو میں لکھی گئی تھی۔

اب اس زیرِ نظر ایڈیشن کو مکتبہ کتاب وسنّت ریحان چیمہ (سیالکوٹ) اور توحید پبلیکیشنز (بنگلور) شائع کرکے آپ کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔ اس نئے ایڈیشن میں بھی ہم افادۂ عام کی غرض سے شیخ الاسلام کی دونوں کتابوں کو یکجا شائع کررہے ہیں۔

پہلی کتاب میں کہیں کہیں اور دوسری کتاب میں بکثرت حواشی لگا کر دونوں کتب کی تفہیم وتشریح کی کوشش کی گئی ہے، لیکن مختصر حواشی متن کے اندر ہی قوسین (۔۔۔) اور بڑے یا طویل حواشی (☆۔۔☆) کے مابین دے دیئے ہیں تاکہ تسلسل قائم رہے اور مؤلفؒ کے کلام سے الگ بھی رہیں۔ ان حواشی کے سلسلہ میں ہم نے شیخ محمد منیر الدمشقیؒ کی تعلیقات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَیْراً۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ مؤلف ومترجم اور ناشرین کے اس عمل کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور انکے لیئے اسے ثوابِ دارین کا ذریعہ بنائے۔آمین

الحکمۃ الکبریٰ، الخبر، سعودی عرب	ابوعمران محمد منیر قمر نواب الدین
۲۰/محرّم ۱۴۲۴ھ	ترجمان سپریم کورٹ الخبر ،
۲۴/مارچ ۲۰۰۳ء	داعیہ متعاون، مراکزِ دعوت وارشاد
	الدمام، الخبر ، الظہران

❀❀❀

www.mohammedmunirqamar.com

پہلا رسالہ ❖ تین اہم اصولِ دین

تمہید

قارئینِ کرام!

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیجیئے کہ ہم پر درج ذیل چار مسائل کا علم حاصل کرنا نہایئت ضروری و واجب ہے:

پہلا مسئلہ ❖ حصولِ علم ومعرفت

اللہ تعالیٰ، اُس کے نبی ﷺ اور دینِ اسلام کا دلائل کے ساتھ علم ومعرفت حاصل کرنا۔

دوسرا مسئلہ ❖ عمل

حاصل کردہ علمِ دین پر عمل پیرا ہونا۔

تیسرا مسئلہ ❖ دعوت

اِس (دینِ اسلام) کی طرف دعوت دینا۔

چوتھا مسئلہ ❖ صبر واستقامت

دعوتِ دین میں پیش آمدہ مشکلات ومصائب پر صبر واستقامت اختیار کرنا، اور ان مسائل کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o﴾ (سورة العصر)

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ زمانے کی قسم، انسان درحقیقت خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ کا اِس سورۃ العصر کے متعلق ارشاد ہے ۔

[لَوْ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ حُجَّۃً عَلٰی خَلْقِہٖ اِلَّاھٰذِہٖ السُّوْرَۃَ لَکَفَتْھُمْ]

''اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بطورِ حجّت صرف اسی ایک سورت کو نازل فرماتا تو یہ ان کی ہدایت کے لیئے کافی ہوتی۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری شریف (کتاب العلم) میں ایک باب کی ابتداء یوں کی ہے۔

[بَابٌ اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَا سْتَغْفِرْ لِذَ نْبِکَ﴾ (محمد: ۱۹) فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ(قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ)]

''قول وعمل سے قبل حصولِ علم کا بیان، اوراس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:'' جان لیجیئے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قول وعمل سے پہلے علم کا ذکر کیا ہے۔'' (بخاری، کتاب العلم، ص۲۰، دارالسلام)

قارئینِ کرام! اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے ، یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ مندرجہ ذیل تین مسائل کا علم حاصل کرنا اوران پر عمل کرنا بھی ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے:

پہلا مسئلہ ❖ اطاعتِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، رزق عطا فرمایا اور یوں ہی ہمیں بے کار نہیں چھوڑا بلکہ ہماری طرف اپنا رسول ﷺ بھیجا۔ جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی وہ جنتی ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کے احکام سے سرتابی وسرکشی کی وہ جہنمی ہوگیا۔ اوراسکی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّا اَرۡسَلۡنَا اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا شَاهِداً عَلَیۡکُمۡ کَمَا اَرۡسَلۡنَااِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلاً ○فَعَصَی فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَ خَذۡنَاهُ اَخۡذاً وَّبِیۡلاً﴾

(المزمل : ۱۵ تا ۱۶)

''تم لوگوں کے پاس ہم نے اُسی طرح ایک رسول گواہ بنا کر بھیجا جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا (پھر دیکھ لو جب) فرعون نے اُس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا۔''

دوسرا مسئلہ ❖ ترکِ شرک

اللہ تعالیٰ کو یہ بات قطعًا نا گوار ہے کہ اُس کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کیا جائے، نہ کسی مقرّب فرشتے کو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کسی نبی کو، اور اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَاَنَّ الۡمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدۡ عُوۡا مَعَ اللّٰهِ اَحَداً﴾ (الجنّ : ۱۸)

''اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیئے ہیں، لہٰذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو۔''

تیسرا مسئلہ ❖ مشرکین سے لاتعلقی

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت و یکتائی کو بھی تسلیم کیا، اس کے لیئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ ایسے لوگوں سے راہ ورسم اور رشتہ وناطہ رکھے جو اللہ تعالی اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں، خواہ وہ دنیوی رشتہ کے اعتبار سے کتنے ہی قریبی کیوں نہ ہوں۔ اور اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوۡماً یُّؤۡمِنُوۡنَ بِا للّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡآخِرِیُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّاللّٰهَ وَرَسُوۡلَه' وَلَوۡکَانُوۡآ اٰبَآءَ هُمۡ اَوۡاَبۡنَاءَ هُمۡ اَوۡاِخۡوَانَهُمۡ اَوۡعَشِیۡرَتَهُمۡ

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ وَ اَیَّدَ ھُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ وَ یُدۡخِلُھُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡھٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴾

(المجادلة : ۲۲)

''تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جولوگ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بھائی یا اُن کے اہلِ خاندان ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان (کے قلب کو) اپنے فیض سے قوت بخشی ہے اور وہ ان کو ایسی جنّتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ، وہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں ۔خبردار رہو! اللہ کی جماعت والے ہی فلاح پانے والے ہیں ۔''

قارئینِ کرام!

اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف آپ کی راہنمائی کرے، یہ بات بھی بخوبی سمجھ لیں کہ آپ پورے اخلاص کے ساتھ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، یہی حنیفیّت اور ملت ودینِ ابراہیمی ہے ۔اوراسی کا اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو حکم دیا ہے ۔اوراسی غرض کے لیئے جنّ وانس کو پیدا فرمایا ہے ۔جیسا کہ ارشادِالٰہی ہے:

﴿وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِ نۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ٥﴾ (الذا ریات: ۵۶)

''میں نے جنّ اورانسانوں کو اِس کے سوا کسی کام کے لیئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں ۔''

يَعۡبُدُوۡنَ کا معنیٰ ومفہوم یہ ہے کہ:

" میری وحدانیّت ویکتائی کو دل وجان سے قبول کریں"

اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم دیا ہے، ان میں سے سب سے ارفع واعلیٰ چیز "توحید" ہے، جو ہر قسم کی عبادات صرف اللہ واحد کے لیئے بجالانے کا دوسرا نام ہے۔ اور جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، ان میں سے سب سے بڑا شرک ہے۔ جو غیر اللہ کو اپنی نداء ودعاء میں اس کے ساتھ شامل کر لینے کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ گرامی ہے:

﴿وَا عۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔا﴾ (سورة النسآء :٣٦)

"اور تم سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔"

اصولِ دین

اگر آپ سے یہ پوچھا جائے کہ وہ کون سے تین اصول ہیں جن کی معرفت حاصل کرنا ہر انسان پر واجب وضروری ہے ؟ تو کہہ دیجیئے:

① بندے کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا۔ (معرفتِ الٰہی)

② اپنے دین کی معرفت حاصل کرنا۔ (معرفتِ دین)

③ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔ (معرفتِ رسول ﷺ)

پہلا اصول ❖ معرفتِ الٰہی

اگر آپ سے استفسار کیا جائے کہ آپ کا رب کون ہے؟ تو آپ کہہ دیجیئے کہ میرا رب اللہ ہے، جس نے اپنے فضل وکرم سے میری اور تمام جہانوں کی تخلیق وپرورش کی۔ وہی میرا معبود ہے اس کے سوا میرا دوسرا کوئی معبود نہیں، اور اس کی ربوبیت وپروردگاری کی دلیل یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ٥﴾ (الفاتحة : ١)

''ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیئے ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے اور پالنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کے سوا ہر چیز عالَم (جہان) ہے اور میں اس عالَم کا ایک فرد ہوں۔

اگر آپ سے یہ سوال کیا جائے کہ آپ نے اپنے رب کو کس چیز کے ذریعے پہچانا؟ تو کہہ دیجیئے کہ اس کی آیات (نشانیوں) اور مخلوقات کے ذریعے سے پہچانا ہے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے دن، رات، سورج اور چاند کا وجود ہے، اور اس کی مخلوقات میں ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ہیں اور جو کچھ اِن سب کے اندر اور ان کے مابین ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی دلیل، اُس کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَاتَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ o﴾

(حمٓ السجدة :۳۷)

''اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ دن اور رات اور سورج اور چاند۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔''

اور اس کی مخلوقات کی دلیل اس کا یہ فرمان ہے:

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۗ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۗ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ o﴾ (الاعراف: ۵۴)

''درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر اپنے عرشِ بریں پر جلوہ فرما ہوا، جو رات کو دن پر

ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج، چاند اور ستارے پیدا کیئے، سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو! اسی کی سب مخلوق ہے اور اسی کا حکم جاری ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پرودگار۔''

ربِ کائنات ہی لائقِ عبادت اور معبودِ برحق ہے۔اس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝﴾ (البقرة : ۲۱۔۲۲)

''لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اُس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں اُن سب کا خالق ہے ۔عجب نہیں کہ تم (دوزخ سے) بچ جاؤ۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لیئے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اُس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیئے رزق بہم پہنچایا پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مدِّ مقابل نہ ٹھہراؤ۔''

امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

[اَلْخَالِقُ لِهٰذِهِ الْأَشْيَاءِ هُوَ الْمُسْتَحَقُّ لِلْعِبَادَةِ] ۲

''ان تمام مذکورہ اشیاء کا خالق (پیدا کرنے والا) ہی ہر قسم کی عبادت کا صحیح حقدار ہے۔''

---

۲ تفسیر ابن کثیر ۵۷/۱ طبع مصر

اقسامِ عبادت

اللہ تعالیٰ نے جن انواع وا قسامِ عبادت کو بجالانے کا حکم دیا ہے مثلاً: اسلام' ایمان' احسان، دعاء وخوف' امید ورجاء، توکّل ، رغبت ورہبت (ڈر)' خشوع وخشیت' استعانت واستعاذہ (پناہ طلبی)' استغاثہ' ذبح وقربانی، نذر ومنّت اور اِن کے علاوہ دوسری عبادتیں بھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اور یہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور اس بات کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًاo﴾ (الجنّ :۱۸)

''اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیئے ہیں، لہٰذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو۔''

جس کسی نے اِن مذکورہ بالا عبادات میں سے کسی بھی عبادت کو کسی غیراللہ (فرشتے' نبی' ولی اور پیرومرشد) کے لیئے کیا، وہ مشرک وکافر ہے، اور اس کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَه' بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُه' عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّه' لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَo﴾ (المومنون :۱۱۷)

''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کے لیئے اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔''

مذکورہ اقسام کے عبادت ہونے کے دلائل

''دعاء'' کے عبادت ہونے کی دلیل حدیثِ پاک میں نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

((الدعاء مخ العبادة)) [۳]

[۳] ترمذی، کتاب الدعوات، باب فضل الدعاء، حدیث غریب۔

''دعاءعبادت کا مغز (اصل) ہے۔'' [1]

اور قرآن پاک میں ''دعاء'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمانِ ربانی ہے:

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۠﴾ (المؤمن: ٦٠)

''تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہونگے۔''

''خوف'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۠﴾ (آل عمران: ١٧٥)

''پس تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا، اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔''

''امید ورجاء'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیتِ قرآنی ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۠﴾ (الكهف: ١١٠)

''پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اُسے چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔''

''توکّل'' کے عبادتِ الٰہی ہونے کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۠﴾ (المائدة: ٢٣)

''اور اللہ پر بھروسہ (توکّل) رکھو، اگر تم مؤمن ہو۔''

---

[1] جبکہ ایک صحیح حدیث میں ہے: ((الدعاء هو العبادة)) ''دعاء عین عبادت ہے۔''
(مسند احمد وابویعلیٰ، مصنّف ابن ابی شیبه، الادب المفرد بخاری، سنن اربعه، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، صحیح سنن ابی داؤد: ١٣٢٩، مشکوٰة: ٢٢٣٠، صحیح الجامع: ٣٤٠٨، ارواء الغلیل: ٢٢٤)

قرآن پاک کے ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ﴾ (الطلاق:۳)

''اور جو اللہ پر بھروسہ کرے، اس کے لیئے وہ کافی ہے۔''

''رغبت ورہبت یا ڈر اور خشوع'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾ (الانبیاء:۹۰)

''یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے، اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔''

''خشیت وخوف'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ﴾ (البقرۃ: ۱۵۰)

''تم ان (ظالموں) سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔''

''انابت ورجوع'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت ہے:

﴿وَاَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (الزمر: ۵۴)

''اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اس کے۔''

''استعانت ومدد طلبی'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحۃ: ۵)

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

حدیثِ شریف میں ''استعانت'' کے عبادت ہونے کے متعلق یہ ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیّن دلیل ہے:

((اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ)) [۵]

---

[۵] ترمذی: ۴/۵۷۵۔ حسن صحیح، مسند احمد ۱/۲۹۳

''جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔''

''استعاذہ'' (پناہ طلبی) کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِکِ النَّاسِ o﴾ (النّاس : ۱۔۲)

''کہو: میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب' انسانوں کے بادشاہ (اللہ) کی۔''

''استغاثہ ''(فریاد کرنے) کے عبادتِ الٰہی ہونے کی دلیل یہ فرمانِ ربانی ہے:

﴿اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ o﴾ (الانفال :۹)

''(اُس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی۔''

''ذبح وقربانی'' کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیتِ قرآنی ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾

(الانعام :۱۶۲۔۱۶۳)

''کہو: میری نماز' میرے تمام مراسمِ عبودیت (قربانی) میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ ربُّ العالمین کے لیئے ہے، جسکا کوئی شریک نہیں، اِسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سرِ اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔''

اور حدیثِ پاک میں اس کی دلیل یہ ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ)) [۶]

''جس نے کسی غیر اللہ (نبی' ولی' پیر و مرشد، صاحبِ مزار) کے تقرّب کے لیئے جانور ذبح کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔''

''نذر'' کے عبادتِ الٰہی ہونے کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

[۶] مختصر مسلم بتحقیق البانی:۱۲۶۱

﴿یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا﴾ (الدھر: ۷)

''(ابرار وہ لوگ ہیں) جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔''

دوسرا اصول ❖ معرفتِ دین (اسلام کو دلائل کے ساتھ جاننا)

توحیدِ الٰہی کو دل و جان سے اپناتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مطیع و سپرد کر دینے، اُس کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اس کا تابع فرمان رہنے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو ہرگز شریک نہ ٹھہرانے کا نام ''دین'' ہے۔

درجات ومراتبِ دین

دین کے تین درجے ہیں ① اسلام ② ایمان ③ احسان
اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک درجے کے کچھ ارکان ہیں:

پہلا درجہ ❖ اسلام اور اس کے ارکان

اسلام کے پانچ ارکان ہیں:

❶ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ❷ نماز قائم کرنا۔ ❸ زکوۃ ادا کرنا۔ ❹ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ ❺ بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

دلائلِ ارکانِ اسلام

❖ شہادتِ توحید

شہادتِ توحید (اللہ تعالیٰ کے معبودِ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونے) کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o﴾ (آل عمران: ۱۸)

’’اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور (یہی شہادت) سب فرشتوں اور سب اہلِ علم نے بھی دی ہے، وہ انصاف پر قائم ہے، اُس زبردست حکیم کے سوافی الواقع کوئی لائقِ عبادت نہیں۔‘‘

شہادتِ توحید کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ’’**لَآ اِلٰهَ**‘‘ میں ہر اُس چیز کی نفی ہے جسکی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اور ’’**اِلَّا اللّٰهُ**‘‘ میں صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لیئے ہر قسم کی عبادت کا اثبات ہے کہ اُس کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں، بالکل اُسی طرح جیسا کہ اُس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک یا حصہ دار نہیں۔ اس شہادت کی تفسیر وتشریح اللہ تعالیٰ ہی کے اُن فرامین میں واضح طور پر موجود ہے جن میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ o اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ o وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ o﴾ (الزخرف:۲۶۔۲۸)

’’اور یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا: ’’تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، میرا تعلق صرف اُس سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا، وہی میری راہنمائی کرے گا‘‘۔ اور ابراہیم یہی کلمہ (عقیدہ) اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گیئے تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔‘‘

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ o﴾ (آل عمران:۶۴)

’’آپ فرما دیجیئے، اے اہلِ کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو

ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنالے۔ اِس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دیجیئے کہ آپ لوگ گواہ رہو' ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی واطاعت کرنے والے) ہیں۔''

❖ شہادت واقرارِ رسالت

اس بات کی شہادت کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (التوبہ :۱۲۸)

''دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اُس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ خواہشمند ہے، ایمان والوں کے لیئے وہ بڑا شفیق اور رحیم ہے۔''

حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے کی شہادت دینے کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے احکام کی اطاعت کی جائے، آپ ﷺ نے جو خبر دی، اس کی تصدیق کی جائے، آپ ﷺ نے جن امور سے روکا اور منع کیا ہے، ان سے قطعی اجتناب کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف جائز ومشروع طریقہ سے ہی کی جائے۔

نماز' زکوۃ اور تفسیر توحید کی مشترکہ دلیل خالق کائنات کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ (البینة:۵)

''اور اُن کو اِس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں' اپنے دین کو اس کے لیئے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور

زکوٰۃ دیں، یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔"

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ (البقرة:۱۸۳)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیئے گئے تھے، اس سے توقع ہے کہ تم میں تقوی کی صفت پیدا ہوگی۔"

بیت اللہ شریف کا حج کرنے کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (آل عمران:۹۷)

"لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔"

دوسرا درجہ ❖ ایمان اور اس کے ارکان

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"ایمان کے (ساٹھ) ستّر سے بھی کچھ زیادہ شعبے ہیں، جن میں سے اعلیٰ ترین درجہ "**لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ**" (اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں) کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ درجۂ ایمان راستے سے ایذاء وضرر رساں چیز (کانٹے وغیرہ) کو ہٹانا ہے۔"

اور اس حدیث کے آخر میں ہے:

((وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ)) (صحیح بخاری و مسلم)

"اور شرم وحیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔"

❖ ارکانِ ایمان

❖ ایمان کے چھ ارکان ہیں

① اللہ پر ایمان لانا۔
② اس کے فرشتوں پر ایمان لانا۔
③ اس کی کتابوں پر ایمان لانا۔
④ اس کے رسولوں پر ایمان لانا۔
⑤ روزِ قیامت پر ایمان لانا۔
⑥ اچھی و بُری تقدیر پر ایمان لانا۔

❖ دلائلِ ارکانِ ایمان

ایمان کے اِن چھ ارکان میں سے پہلے پانچ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ﴾

(البقرة : ۱۷۷)

''نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیئے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور یومِ آخرت اور فرشتوں پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں پر ایمان و یقین رکھے۔''

اور چھٹے رکن ''تقدیرِ خیر و شر'' یعنی اچھی و بری تقدیر کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ٥﴾ (القمر:۴۹)

''ہم نے ہر چیز ایک تقدیر و اندازے کے ساتھ پیدا کی ہے۔''

تیسرا درجہ ❖ احسان

احسان کا ایک ہی رکن ہے کہ آپ اللہ کی عبادت (اس خشوع و خضوع اور انابت و رجوع) سے کریں کہ گویا آپ اُسے بچشمِ خود دیکھ رہے ہیں، اور اگر آپ اس مقام کو نہیں پا سکتے کہ آپ دیکھ رہے ہیں تو کم از کم یہ تو ضرور ہونا چاہیئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

❖ دلائل احسان

احسان کے قرآنی دلائل درج ذیل آیاتِ مبارکہ ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴾ (النحل:۱۲۸)

''اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوی سے کام لیتے ہیں اور جو عبادتیں اچھی طرح کرتے ہیں۔''

دیگر فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ o الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ o وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ o اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ o﴾

(الشعرآء:۲۱۷ تا ۲۲۰)

''اور اُس زبردست اور رحیم پر توکّل رکھیئے جو آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ اٹھتے ہیں، اور سجدہ گزار لوگوں میں آپ کی نقل وحرکت پر نگاہ رکھتا ہے، وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔''

ایک ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ﴾ (یونس:۶۱)

''(اے نبی ﷺ!) آپ جس حال میں بھی ہوتے ہوں، اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہوں اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو، اس سب کے دوران ہم تمہیں دیکھتے رہتے ہیں۔''

اور دین کے ان تین درجات پر سنت سے دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مشہور حدیث ہے جو ''حدیثِ جبرائیل'' علیہ السلام کے نام سے معروف ہے، جسمیں ہے:

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ

ﷺ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدٌ بَيَاضِ الثِّيَابِ ' شَدِيْدُ سَوَا دِ الشَّعْرِ ' لَايُرٰى عَلَيْهِ اَ ثَرُ ا لسَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ فَجَلَسَ اِ لٰى النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِ لٰى رُكْبَتَيْهِ وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ!اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِسْلَامِ؟ فَقَالَ: اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ 'وَ تُقِيْمَ ا لصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِى الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ ا سْتَطَعْتَ اِ لَيْهِ سَبِيْلاً، قَالَ:صَدَقْتَ ' فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَ يُصَدِّقُهٗ 'قَالَ: اَخْبِرْنِىْ عَنِالْاِيْمَانِ؟ قَالَ: اَنْ تُوْ مِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓا ئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ ' قَالَ: اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِحْسَانِ ؟ قَالَ: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ ' فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ' قَالَ: اَخْبِرْنِىْ عَنِ السَّاعَةِ ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَ عْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، قَالَ: اَخْبِرْنِىْ عَنْ اَمَا رَا تِهَا ؟ قَالَ: اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَاوَاَنْ تَرٰى ا لْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَّةَ رُعَاءَ الشَّاهِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِى ا لْبُنْيَانِ' قَالَ: فَمَضٰى فَلَبِثْنَا مَلِياًّ قَالَ: يَا عُمَرُ! اَتَدْرُوْنَ مَنِ ا لسَّائِلِ؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ:هَذَا جِبْرِيْلَ اَ تَا كُمْ يُعَلِّمُكُمْ اَمْرِ دِ يْنِكُمْ))

(صحيح بخاری وصحيح مسلم)

''حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی ہماری مجلس میں وارد ہوا ،جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے،اُس پر سفر کر کے آنے کی کوئی علامت (گردوغبار اور پراگندگی) نہ تھی اور وہ ہم سے اسے کوئی جانتا بھی نہیں تھا، وہ نبی ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر

اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھکر دوزانو ہوکر باادب طریقہ سے بیٹھ گیا اور اس نے کہا: اے محمد ﷺ! مجھے بتائیے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اور یہ کہ آپ نماز قائم کریں، اور زکوۃ ادا کریں، رمضان المبارک کے روزے رکھیں اور اگر زادِراہ کی استطاعت ہوتو بیت اللہ شریف کا حج کریں۔'' اُس نووارد نے کہا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ہم اُس کی بات پر بہت متعجّب ہوئے کہ پہلے تو آپ ﷺ سے سوال کرتا ہے پھر خود ہی تصدیق بھی کررہا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا: مجھے بتائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روزِ قیامت اور تقدیرِ خیر وشر پر مکمل ایمان رکھیں۔'' تب اس نے کہا: مجھے بتائیں کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت اِس خشوع وخضوع اور انابت ورجوع سے کریں کہ گویا آپ اللہ تعالیٰ کو بچشمِ خود دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اس رتبۂ بلند کونہیں پاسکتے تو کم از کم یہ عالَم تو ضرور ہی ہونا چاہیئے کہ وہ آپ کودیکھ رہا ہے۔'' اس کے بعد اس نے کہا: مجھے آپ ﷺ یہ بتائیں کہ قیامت کب آنے والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ وقوعِ قیامت کے بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔'' تب اس نے کہا: علاماتِ قیامت ہی بتادیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔ (۲) آپ دیکھیں گے کہ ننگے پاؤں ننگے بدن بھیڑ بکریاں چراتے

پھرنے والے لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں فخر کریں گے۔ ے

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اتنی باتیں کرنے اور سن لینے کے بعد وہ نووارد تو چلا گیا مگر ہم تھوڑی دیر تک سراسیمہ وخاموش بیٹھے رہے، تب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ یہ نووارد سائل کون تھا؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ''یہ جبرائیل امین علیہ السلام تھے جو ایک اجنبی کی شکل میں تمہیں امورِ دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔''

تیسرا اصول ❖ معرفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ ۸

بنی ہاشم قبیلۂ قریش سے، اور قریش عرب سے اور عرب حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیهما و علیٰ نبیّنا افضل الصلوٰة و السلام کی اولاد سے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ تریسٹھ برس عمرِ شریف پائی، جن میں سے چالیس برس بعثت ونبوت سے

ے ❖ لونڈی کا اپنے آقا (لڑکا یا لڑکی) کو جنم دینا اس بات کی طرف کنایہ ہے کہ اہم امور کی ذمہ داری نااہل لوگوں کو سونپ دی جائے گی، اور اربابِ حل وعقد اور اصحابِ بست وکشاد وہ لوگ بن بیٹھیں گے جو ان امور کے قطعی اہل نہ ہونگے۔

❖ ننگے پاؤں ننگے بدن بھیڑ بکریاں چرانے والے لوگوں کا بڑی بڑی عمارتوں پر فخر کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گھٹیا وسفلہ اور ذلیل قسم کے لوگ اہلِ فن وہنر اور اصحابِ فضل وکمال پر غالب آجائیں گے۔ واللہ اعلم

۸ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرۂ نسب یوں ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

تمام اہلِ تاریخ وسیرت کا یہاں تک اتفاق ہے، اور اس سے آگے اختلافات شروع ہوجاتے ہیں۔

پہلے اور تیئس سال بحیثیت نبی ورسول گزارے۔آپ ﷺ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔ آپ ﷺ کو ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَo ﴾ (العلق:۱) کے نزول کے ساتھ شرفِ نبوت حاصل ہوااور ﴿ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُo قُمْ فَاَنْذِرْ o﴾ (المدثر:۱۔۲) کے نزول کے ساتھ بارِرسالت سے مشرّف ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شرک سے ڈرانے اور توحید کی دعوت دینے کے لیۓ مبعوث فرمایا۔اوراس بات کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَاالْمُدَّثِّرُoقُمْ فَاَنْذِرْo وَرَبَّکَ فَکَبِّرْo وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْo وَالرُّجْزَفَاھْجُرْo وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ o وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ ﴾

(المدثر: ۱تا۷)

''اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے! اٹھو اور خبردار کرو، اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو اور احسان نہ جتلاؤ زیادہ حاصل کرنے کے لیۓ اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔''

❖ شرح مفردات

﴿قُمْ فَاَنْذِرْ ﴾: آپ (ﷺ) ان لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور توحید کی دعوت دیں۔

﴿وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ﴾ : توحید کے ساتھ اللہ کی عظمت بیان کریں۔

﴿وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ ﴾:اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں۔

﴿وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ﴾ : الرُّجز کا معنی اصنام (بت) اور فَاھْجُر (ان سے ہجرت کرو) کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اب تک آپ (ﷺ) ان سے دور رہے ہیں، اسی طرح ان کے بنانے اور پوجنے والوں سے دور رہیں، اور ان اصنام اور ان کے پرستار مشرکوں سے بیزاری و براءت کا اظہار کریں ہے۔آپ ﷺ نے اس اہم بنیادی نقطے پر دس سال صرف کیۓ اور لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دیتے رہے۔ دس سال کے بعد آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر (معراج) کرائی گئی اور آپ ﷺ پر پنجگانہ نماز فرض کی گئی۔ پھر آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کی

طرف ہجرت کر جانے کا حکم مل گیا۔اور بلدِ شرک سے بلدِ اسلام کی طرف منتقل ہو جانے کا نام ہجرت ہے،اور یہ بلدِ شرک سے بلدِ اسلام کی طرف نقل مکانی اور ہجرت کرنا اس امتِ محمدیہ پر فرض ہے،اور یہ فریضہ قیامت تک باقی ہے۔اس بات کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ○ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ○ ﴾ (النساء : ۹۷ تا ۹۹)

''جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے، اُن کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور اور مجبور تھے۔فرشتوں نے کہا: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ہاں جو مرد عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے ، بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کردے۔اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔''

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ○ ﴾

(العنکبوت:۵۶)

''اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ۔''

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے سبب وشانِ نزول کے بارے میں کہا ہے:

''یہ آیت اُن مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ شریف میں رہ گئے اور انھوں نے ہجرت نہ کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اہلِ ایمان کے نام سے نداء دی اور پکارا ہے''۔

اور حدیثِ پاک سے ہجرت کی دلیل رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

((لَاتَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))[9]

''جب تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا تب تک ہجرت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا۔ جبکہ توبہ کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے (بروزِ قیامت) طلوع نہیں ہوتا۔''

(☆علاّمہ مناوی نے اپنی کتاب کنوز الحقائق میں یہ روایت ابن عساکر کی طرف ان الفاظ میں منسوب کی ہے:

[لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَادَامَ الْعَدُوُّ يُقَاتِلُ]

''ہجرت کا سلسلہ اُس وقت تک منقطع نہیں ہوگا جب تک دشمن سے آمنا سامنا رہے گا۔''

اور انھوں نے امام احمد بن حنبلؒ کی طرف ان الفاظ میں بھی یہ روایت منسوب کی ہے:

((اَلْهِجْرَةُ بَاقِيَةٌ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ))

''اُس وقت تک ہجرت باقی رہے گی جب تک کفار سے جنگ رہے گی''۔

[جب تک وہ قوّت وصولت میں زیادہ رہیں گے۔] ☆)

[9] مسند احمد ۱/۱۹۲، ابو دائود: کتاب الجهاد، للسنن دارمی: کتاب السیر، مشکوٰۃ: ۲۳۴۶، ارواء الغلیل: ۱۲۰۸، صحیح الجامع: ۷۴۶۹

جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے قدم خوب جمالیئے تو آپ ﷺ کو بقیہ احکام و شرائع اسلام مثلاً زکوٰۃ، حج، آذان، جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کا حکم دیا گیا، اور ان امور پر آپ ﷺ نے دس برس گزارے، تب آپ ﷺ نے وفات پائی، مگر آپ ﷺ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔

❖ دینِ اسلام اور شریعتِ محمدیہ کا خلاصہ

نبی ﷺ کا دین (اسکا مختصر مگر جامع و مانع خلاصہ) یہ ہے:

بھلائی کا کوئی ایسا کام نہیں کہ آپ ﷺ نے امت کو اس کی اطلاع نہ دی ہو، اور برائی کا کوئی کام ایسا نہیں کہ جس سے امت کو متنبّہ نہ کیا ہو۔

جس بھلائی کی طرف آپ ﷺ نے راہنمائی فرمائی ہے وہ توحیدِ باری تعالیٰ اور ہروہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جو اس کی رضاء کے حصول کا ذریعہ ہے اور جس برائی سے آپ ﷺ نے روکا اور متنبّہ کیا ہے وہ شرک اور ہروہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور برا سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پوری انسانیت (تمام لوگوں) کی طرف مبعوث کیا، اور ہر دو عالمِ جنّ وانس پر آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری فرض قرار دی ہے۔ اس بات کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰاَيُّهَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (الاعراف:۱۵۸)

''اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیجیئے، اے لوگو! میں تم سب (جنّوں اور انسانوں) کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دینِ اسلام کی تکمیل کی (دین و دنیا کے تمام مسائل کا حل پیش کیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی تشنگی اور کمی باقی نہیں چھوڑی) جس کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِيْتُ

لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً ﴾ (المائدہ:۳)

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمہارے لیئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند و قبول کر لیا ہے۔''

آپ ﷺ کے دنیا سے وفات پا جانے کی دلیل قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَّيِّتُونَ ٥ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ٥﴾ (الزمر:۳۰-۳۱)

''اے نبی (ﷺ) آپ کو بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے، آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔''

تمام لوگ مرنے کے بعد (روزِ محشر جزاء وسزا کے لیئے) دوبارہ اٹھائے جائیں گے، اور اس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى٥﴾

(طٰہ:۵۵)

''اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے، اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے، اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔''

اور یہ ارشادِ ربانی بھی بعث بعد الموت کی دلیلِ قاطع ہے:

﴿وَاللّٰهُ أَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا٥ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا﴾ (نوح: ۱۷-۱۸)

''اور اللہ نے تمہیں زمین سے خاص طور سے پیدا کیا، پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور (قیامت کے روز پھر اسی زمین سے) تمہیں یکا یک نکال کھڑا کرے گا۔''

دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد لوگوں سے حساب وکتاب لیا جائے گا اوران کے اعمال کے مطابق انہیں جزاوسزادی جائے گی۔جسکی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْاوَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰىo﴾ (النجم:۳۱)

''اورزمین اورآسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے،تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کوان کے عمل کا بدلہ دے اوران لوگوں کواچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔''

جس نے بعث بعدالموت (مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے) کاانکارکیاوہ کافر ہوگیا۔جس کی دلیل یہ ارشادِربانی ہے:

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓااَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌo﴾ (التغابن:۷)

''کافروں نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے،ان سے کہو:نہیں میرے رب کی قسم!تم ضرور اٹھائے جاؤ گے،پھرضرورتمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیامیں) کیا کچھ کیا ہے،اورایسا کرنا اللہ کے لیئے بہت آسان ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو(نعیمِ جنت کی) بشارت دینے اور(عذابِ جہنّم) سے ڈرانے والے بنا کربھیجا تھا،جس کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (النساء:۱۶۵)

''سارے رسول خوشخبری دینے والےاورڈرانے والے بنا کربھیجے گئے تھے تا کہ ان کومبعوث کردینے کے بعدلوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں

کوئی عذر نہ باقی رہے۔''

رسولوں میں سے پہلے رسول (نہ کہ پہلے نبی) حضرت نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول حضرت محمدِ مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پہلے رسول (نہ کہ پہلے نبی) ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾

(النساء : ۱۶۳)

''(اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جسطرح نوح (علیہ السلام) اور اُن کے بعد والے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔''[۱۰]

ہر امت کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک رسول بھیجے ہیں جو اپنے امتیوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتے اور طاغوت کی عبادت سے منع کرتے چلے آئے ہیں۔ اِس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾

(النحل : ۳۶)

''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اُس کے ذریعے سب کو خبردار کردیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو''۔

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں (جنّ وانس) پر طاغوت کا انکار و کفر اور اللہ تعالی پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔

امام ابن قیم رحمہُ اللہ ''طاغوت'' کا تعارف کرواتے ہوئے کہتے ہیں:

---

[۱۰] نبی اور رسول میں اہل علم نے تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ دونوں درجات کو الگ الگ قرار دیا ہے۔ ان علمی وتحقیقی بحثوں سے قطع نظر شیخ الاسلام نے جو لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے پہلے رسول ہونے کی دلیل مذکورہ آیت ہے۔ اس پر اپنی تعلیقات میں معروف ازہری عالم شیخ محمد منیر الدمشقی نے لکھا ہے: ←

''جس کسی بھی باطل معبود (جس غیر اللہ کی عبادت کی جائے) یا متبوع (جس کی ایسے امور میں اتباع کی جائے جن میں اللہ کی معصیت ہو) یا مُطاع (جس کی اطاعت امورِ حلّت وحرمت میں اس طرح کی جائے کہ جس میں فرامینِ الٰہی کی مخالفت ہو) کی وجہ سے بندہ اپنی حدودِ بندگی (خالص عبادتِ الٰہی) سے تجاوز کر جائے وہی چیز ''طاغوت'' ہے، اور طاغوت تو بے شمار ہیں مگر ان کے سر کردہ وسر برآوردہ پانچ ہیں:

① ابلیسِ لعین۔

② ایسا شخص جسکی عبادت کی جائے اور وہ اس فعل پر رضا مند ہو۔

--- ''اس آیت میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے، بلکہ اس میں تو اللہ تعالیٰ نے صرف یہ ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اُسی طرح وحی نازل کی ہے جس طرح آپ سے پہلے نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام وغیرہ پر وحی نازل کی تھی۔ اور اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے بعض رسولوں کے قصّے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلیئے قرآنِ کریم میں بیان فرما دیئے ہیں اور بعض کے بیان نہیں کئے۔ اور پھر ابن مردویہ کی بیان کردہ ایک حدیث ذکر کی ہے جسمیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا ذکر آیا ہے۔ (تعلیقات علاّمہ محمد منیر الدمشقی علی الاصول الثلاثۃ، ص ۲۴، طبع مؤسسۃ الحرمین الخیریہ ودار القاسم الریاض) جبکہ اس حدیث کو اگرچہ امام ابن حبان نے اشارۃً صحیح کہا ہے۔ لیکن علاّمہ ابن الجوزی نے اسے اپنی موضوعات (من گھڑت احادیث کے مجموعے) میں ذکر کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۵۸۹)

اور بعض صحیح احادیث سے بھی شیخ الاسلام کی بات کی ہی تائید ہوتی ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

((اَوَّلُ نَبِيٍّ اُرْسِلَ نُوْحٌ)) ''سب سے پہلے جس نبی کو رسالت دی گئی وہ (حضرت) نوح (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

(ابن عساکر، مسند الفردوس دیلمی، صحیح الجامع: ۲۵۸۵، الصحیحہ: ۱۲۸۹)

اور شفاعتِ کبریٰ والی معروف وطویل حدیث میں بھی ہے کہ لوگوں کا وفد حضرت نوح رضی اللہ عنہ کے پاس جائے گا اور ان سے کہے گا:

((یَا نُوْحُ! اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰی الْاَرْضِ...)) ''اے نوح (رضی اللہ عنہ!) آپ زمین پر پہلے رسول تھے۔''

(صحیح مسلم ۱/ ۳۲۷، ترمذی: ۲۴۳۶)

پہلی حدیث کی سند میں ضُعف ہے، مگر دوسرے شاہد کی وجہ سے علاّمہ البانی نے صحیح الجامع اور الصحیحۃ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (ابوعدنان)

③ جو شخص لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہو۔
④ جو شخص علمِ غیب جاننے کا دعوی کرتا ہو۔
⑤ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے۔
اوراس بات کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْتَّبَيَّنَ الرُّشْدُمِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ لْوُثْقٰى لَاانْفِصَامَ لَهَا،وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (البقره : ۲۵۶)

''دین کے معاملہ میں زور زبردستی نہیں ہے کیونکہ ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے، اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا تو اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے، اور اللہ (جس کا سہارا اُس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔''

یہی لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه (اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے) کا صحیح مفہوم و معنیٰ ہے۔ حدیثِ پاک میں ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((رَأْسُ الْاَمْرِ اَلْاِسْلَامُ وَعُمُوْدُهُ الصَّلوٰةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))[1]

''اس دین کی اصل چیز، اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کا اعلیٰ ترین مرتبہ ومقام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔''

واللہ اعلم۔ تمت الاصول الثلاثة

[1] ترمذی ۵/۱۳ حدیث:۲۶۱۶، ابن ماجہ ۲/۱۳۹۴ حدیث:۳۹۷۳، مسند احمد ۵/۲۳۱، ۲۳۷، امام السیوطی نے الجامع الصغیر میں اسے صحیح اور علامہ المناوی نے اسکی شرح فتح القدیر میں اسے حسن کہا ہے۔

دوسرا رسالہ ❖ مختصر مسائلِ نماز

❖ شرائطِ قبولیتِ نماز

❖ قبولیتِ نماز کی نو شرطیں ہیں

① اسلام	② عقل	③ تمیز یا سنِ شعور
④ رفعِ حدث یا وضوء	⑤ ازالہ ءنجاست	⑥ ستر پوشی
⑦ دخولِ وقت	⑧ استقبالِ قبلہ (قبلہ کی طرف منہ کرنا)	⑨ نیت

پہلی شرط ❖ اسلام

قبولیتِ نماز کی سب سے پہلی شرط اسلام ہے، جسکا عکس ومتضاد کفر ہے، جبکہ کافر کا ہر عمل مردود وغیر مقبول ہے، چاہے اس نے کوئی بھی عمل کیا ہو، اور اس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ○﴾

(التوبۃ:۱۷)

''مشرکین کا کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے خادم بنیں، درآں حالیکہ اپنے اوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔''

اور دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا○﴾

(الفرقان:۲۳)

''اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے، اسے لیکر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔''

دوسری شرط ❖ عقل

قبولیتِ نماز کی دوسری شرط نمازی کا باہوش وحواس اور عقلمند ہونا ہے، جس کا متضاد جنون و دیوانگی ہے، اور دیوانہ و پاگل اس وقت تک مرفوع القلم (غیر مکلّف) ہے جب تک کہ اسے جنون و پاگل پن کے مرض سے افاقہ نہ ہو جائے۔ اور اس کی دلیل یہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلاثَةٍ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَالْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَالصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ)) [۱۲]

''تین آدمیوں (کے اعمال لکھنے) سے قلم اٹھالی گئی ہے سویا ہوا آدمی جب تک کے وہ بیدار نہ ہوجائے۔ دیوانہ جب تک کہ وہ شفایاب نہ ہو جائے۔ کم سن بچہ جب تک کہ وہ بالغ نہ ہوجائے۔''

تیسری شرط ❖ تمیز یا سنِّ شعور

صحت وقبولیتِ نماز کی تیسری شرط نمازی کا سنِّ شعور یا عمرِ تمیز کو پہنچا ہوا ہونا ہے اور تمیز کا متضاد کم سنی و بچپنا ہے جسکی حد سات سال تک کی عمر ہے۔ اس کے بعد اسے نماز کا حکم دیا جائیگا۔ جس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

((مُرُوْا اَبْنَائَكُمْ بِالصَّلٰوةِ لِسَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) [۱۳]

''اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں بھی اگر وہ نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔ اور اس عمر کے بعد

---

[۱۲] مسند احمد، ابو دائود، نسائی ابن ماجه، مستدرک حاکم ۱ / ۲۵۸ وصحّحه و وافقه الذهبی علی تصحیحه

[۱۳] مسند احمد، ابوداؤد، صححه الحاکم فی المستدرک و وافقه الذهبی ۱ /۲۵۸

انہیں الگ الگ بستر پر سلاؤ۔''

چوتھی شرط ❖ رفعِ حدث یا وضوء کرنا

قبولیتِ نماز کی چوتھی شرط رفعِ حدث ہے جسے ہم وضوء کے نام سے پہچانتے ہیں جس کا موجب حدث (پیشاب' پاخانہ' خروجِ ہوا وغیرہ) ہے۔

❖ شرائطِ وضوء

وضوء کے صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں۔

① اسلام ② عقل ③ سنِّ تمیز ④ نیت ⑤ حکم نیت کی مصاحبت' کہ طہارت و وضوء مکمل ہو جانے تک وہ نیت کو قطع نہیں کریگا۔ ⑥ موجبِ وضوء کا انقطاع۔ ⑦ استنجاء یا ڈھیلے کا استعمال۔ ⑧ پانی کا پاک یا کم ازکم مباح ہونا۔ ⑨ جو چیز (نیل پالش وغیرہ) پانی کو اعضاءِ وضوء تک پہنچنے سے روکے، اسکا ازالہ کرنا۔ ⑩ اگر کسی کو بیماری (سلسلِ بول وریح یا استحاضہ وغیرہ) کی وجہ سے مسلسل حدث کی شکائیت رہتی ہو تو اسکے لیۓ کسی فرض نماز کے وقت کا دخول۔

❖ فرائضِ وضوء

❖ وضوء کے فرائض چھ ہیں

① منہ دھونا، کُلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھی منہ دھونے میں شامل ہے۔ اور منہ کی حدودِ اربعہ اسطرح ہیں کہ طول میں پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور عرض میں دونوں کانوں تک دھونا۔ ② دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا۔ ③ پورے سَر کا مسح کرنا، دونوں کانوں کا مسح کرنا بھی سَر کے مسح میں شامل ہے۔ ④ ٹخنوں تک دونوں پاؤں کو دھونا۔ ⑤ تمام اعضاءِ وضوء کو دھونے میں ترتیب کا لحاظ رکھنا۔ ⑥ اعضاءِ وضوء کو دھونے میں تسلسل کو قائم رکھنا۔

☆ اِن میں سے پہلے چار فرائض کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْعَلٰى سَفَرٍ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَايُرِيْدُاللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (المائدہ: ٦)

’’اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم سے کوئی حاجتِ ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اُسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اُس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکرادا کرتے رہو۔‘‘

☆ ترتیبِ غسلِ اعضاء کی دلیل وہ حدیث ہے جسمیں ہے:

((اِبْدَءُ وْابِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ)) [14]

’’تم بھی اُسی سے ابتداء کرو جس سے اللہ نے ابتداء کی ہے‘‘۔

[14] مسلم مع النووی ۸/۱۷۰، ۱۹۶، ابوداؤد: ۱۹۰۵، ابن ماجہ: ۳۰۷۴، بیہقی: ۵/۷، ۹، دارمی ۲/۴۵، ۴۹، المنتقیٰ ابن الجارود: ۴۶۹، المنتخب من المسند لعبدبن حمید: ۱۱۳۵ اسوئے حرم: ۱۹۰

☆تسلسلِ غسلِ اعضاء کے شرط ہونے کی دلیل ''صاحبُ ا للمعہ'' والی حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ جب آپ ﷺ نے ایک آدمی کے پاؤں پر ایک درہم کے برا بر خشکی کی سفیدی دیکھی جسے پانی نہیں پہنچا تھا تو اسے نبی ﷺ نے دوبارہ وضوء کرنے کا حکم دیا۔

(☆اس حدیثِ مذکور کے اصل الفاظ جو حضرت ابوبکر و عمر سے ابن عمر رضی اللہ عنہم اور ان سے سالمؒ نے نقل کیئے ہیں، یہ ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ وَ قَدْ تَوَضَّأَ وَبَقِیَ عَلیٰ ظَهْرِ قَدَمَیْهِ مِثْلَ ظُفُرِ اِبْهَا مِهٖ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ (ﷺ) اِرْجِعْ فَاَتِمَّ وُضُوْئَکَ فَفَعَلَ)) (دار قطنی)

''ایک آدمی آیا جو وضوء کر چکا تھا مگر اس کے پاؤں پر انگوٹھے کے ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ واپس جا کر اپنا وضوء مکمل کرو تو اس نے ایسا ہی کیا۔''

اس آدمی کو پورا وضوء دہرانے کا حکم دینے سے معلوم ہوا کہ تسلسلِ غسلِ اعضاء لازمی شرط ہے ورنہ آپ ﷺ صرف یہی کہہ دیتے کہ جاؤ اور جا کر پاؤں دوبارہ دھولو تا کہ خشکی والی جگہ بھی تر ہو جائے۔ مگر اس طرح تسلسل حاصل نہیں ہوتا تھا لہذا پورے وضوء کا حکم فرمایا۔☆)

❖ واجبِ وضوء

وضوء کا واجب، یاد ہونے کی صورت میں صرف تسمیہ (بِسْمِ اللّٰه) کہنا ہے۔

(☆وضوء کے شروع میں بِسْمِ اللّٰه کے وجوب کی دلیل یہ حدیث نبوی (ﷺ) ہے:

((لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ)) [15]

''اس آدمی کی نماز نہیں جس کا وضوء نہیں اور اس کا وضوء نہیں جس نے اُس کے شروع میں بِسْمِ اللّٰه نہ کہی ہو۔''

[15] ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد۔ یہ حدیث حسن درجہ کی اور قابلِ استدلال ہے۔

ہاں !اگر بھول کر بِسْمِ اللّٰہ چُھوٹ جائے تو اس پر بعض احادیث کی رو سے کوئی مؤاخذہ نہیں ۔ البتہ عمداً نہیں چھوڑنی چاہیے ۔☆)

❖ نواقضِ وضوء

نواقضِ وضوء (اُسے توڑنے والے امور) یا وہ اسباب جن سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، وہ آٹھ ہیں:
① پاخانہ و پیشاب کی جگہوں سے کچھ نکلنا۔ ② جسم کے کسی حصہ سے کسی نجس چیز (پیپ وغیرہ) کا زیادہ مقدار میں بہہ نکلنا۔ ③ زوالِ عقل مثلاً (بے ہوش ہونا یا گہری نیند وغیرہ) کی حالت۔ ④ شہوت وخواہشاتِ نفس سے مغلوب ہو کر عورت کو چُھونا ۔ ⑤ اگلی یا پچھلی شرمگاہ کو ہاتھ لگانا۔ ⑥ اونٹ کا گوشت کھانا۔ ⑦ میّت کو غسل دینا۔ ⑧ اسلام سے مرتدّ ہو جانا۔ (اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے)۔
(☆ان نواقض میں سے عورت کو چُھونے اور میّت کو غسل دینے کے ناقضِ وضوء ہونے میں اختلاف ہے۔ اور علاّمہ ابن بازؒ نے ''الدروس المھمۃ'' میں لکھا ہے کہ دلائل کی قوّت کے پیشِ نظر علماء کے صحیح تر قول کے مطابق یہ نواقضِ وضوء نہیں ہیں۔☆)

پانچویں شرط ❖ ازالۂ نجاست

قبولیتِ نماز کی پانچویں شرط یہ ہے کہ جسم، کپڑوں اور جانماز سے نجاست زائل کر کے انہیں دھو کر پاک کیا جائے۔ اِس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ (المدّثر:۴)

''اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو۔''

چھٹی شرط ❖ ستر پوشی

صحت وقبولیّتِ نماز کی چھٹی شرط ستر پوشی ہے، اور تمام اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص ستر پوشی پر قادر ہونے کے باوجود ننگے بدن نماز ادا کرتا ہے تو اُس کی نماز فاسد و باطل

ہے۔ مرد اور غلام عورت (کنیز) کی ستر پوشی کی حد ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے، اور آزاد عورت کا چہرے کے سوا (اور یہ بھی صرف نماز کی حد تک ہے) پورا جسم ہی شاملِ ستر ہے۔ اور اس ستر پوشی کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف :۳۱)

''اے بنی آدم! ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت (لباس) سے آراستہ رہو''۔

عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ کا معنیٰ عِنْدَ کُلِّ صَلوٰۃٍ (ہر نماز ادا کرتے وقت) ہے۔

ساتویں شرط ❖ دخولِ وقت

شروطِ نماز میں سے ایک شرط نماز کے وقت کا دخول بھی ہے، جس کی ایک دلیل تو وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے اول اور آخر وقت میں امامت کرائی اور فرمایا:

((یَا مُحَمَّدُ ! اِنَّ الصَّلٰوۃَ بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ)) [16]

''اے محمد (ﷺ)! وقتِ نماز انہی دونوں وقتوں کے مابین ہے''۔

اور دوسری دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النساء: ۱۰۳)

''نماز در حقیقت ایسا فرض ہے جو پابندیٔ وقت کے ساتھ اہلِ ایمان پر لازم کیا گیا ہے''۔

اور اوقاتِ نماز کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ

[16] ترمذی، نسائی، مسند احمد، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم اور امام ترمذی نے اپنی سنن میں امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس موضوع کی یہ صحیح ترین حدیث ہے۔

قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۷۸)

''نماز قائم کرو زوالِ آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو، فجر کا قرآن مشہود ہوتا ہے۔'' (اس میں شب و روز کے فرشتے حاضر و گواہ ہوتے ہیں)

آٹھویں شرط ❖ استقبالِ قبلہ

شرائطِ قبولیتِ نماز میں سے ہی نمازی کا قبلہ رو ہونا بھی ایک شرط ہے، جس کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰھَا فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ﴾ (البقرۃ : ۱۴۴)

''اے نبی (ﷺ)! یہ آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں، لو ہم اُسی قبلے کی طرف آپ کو پھیر دیتے ہیں جسے آپ پسند کرتے ہیں مسجد حرام کی طرف رخ پھیر لو۔ اب جہاں کہیں تم ہو، اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو''۔

نویں شرط ❖ نیّت

نماز کی نیّت کرنا بھی اس کی صحت و قبولیت کی شرائط میں سے ہے۔ اور نیت کا مقام دل ہے اور زبان کے ساتھ نیت کے الفاظ (چار رکعت نماز ظہر وغیرہ) کا ادا کرنا بدعت و نا جائز ہے۔ نیت کے شرط ہونے کی دلیل یہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اِنَّمَا الْاَ عْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰی)) [1]

[1] بخاری، مسلم و اصحاب السنن وغیرھم

''اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لیئے وہی ہے جس کی اس نے (دل سے) نیت کی''۔

ارکانِ نماز

نماز کے چودہ ارکان ہیں:

1- قیام بشرطِ طاقت **2-** تکبیرِ تحریمہ **3-** سورۃ فاتحہ پڑھنا **4-** رکوع کرنا **5-** قومہ کرنا (رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کھڑے ہونا) **6-** سات اعضاء پر سجدہ کرنا **7-** اعتدال **8-** دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ) **9-** تمام ارکان کی ادائیگی میں اطمینان **10-** ترتیب **11-** آخری تشہد (التحیّات پڑھنا) **12-** تشہّد پڑھنے کے لیئے بیٹھنا (قعدۂ ثانیہ) **13-** نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا **14-** دونوں طرف سلام پھیرنا۔

پہلا رکن ❖ قیام بشرطِ طاقت

اگر طاقت ہو تو قیام (کھڑے ہو کر سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھنا) نماز کا رکن ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ حقیقت بنیاد ہے:

﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ o﴾

(البقرة : ۲۳۸)

''اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھو' خصوصاً وسطی نماز (نمازِ عصر) کی اور اللہ کے آگے اس طرح کھڑے رہو جیسے فرمانبردار غلام کھڑے ہوتے ہیں''۔

(☆ قیام کو طاقت کے ساتھ مقیّد کر دیا گیا ہے تا کہ بوڑھے ضعیف' کمزور وناتواں اور مریضوں کو کھڑے ہونے سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ مگر جو لوگ صحتمند اور طاقتور ہونے کے باوجود بیٹھ کر نماز (سنن اور نوافل) ادا کرتے ہیں' ان کے لیئے درسِ عبرت اور لمحۂ فکریہ ہے۔☆)

دوسرا رکن ❖ تکبیرِ تحریمہ

نماز کا دوسرا رکن تکبیرِ تحریمہ (کانوں یا کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا) ہے جس کی دلیل یہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

((تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ)) ۱۸

''نماز کی تحریم (گفتگو وغیرہ کا حرام ہونا) اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا اور اس کی تحلیل (گفتگو وغیرہ کا حلال ہونا) سلام پھیرنا ہے''۔

تکبیرِ تحریمہ کے بعد دعائے افتتاح پڑھے جس کا پڑھنا سنت ہے وہ دعاء یہ ہے:

((سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ))

''پاک ہے تو اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، تیرا نام اور تیری بزرگی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے''۔

❖ شرحِ مفردات

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ: اے اللہ! میں تیرے جلال کے شایانِ شان تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔

وَبِحَمْدِکَ: تیری ہر قسم کی حمد اور ثناء خوانی کرتا ہوں۔

وَتَبَارَکَ اسْمُکَ: برکت تیرے ہی ذکر سے حاصل ہوتی۔

وَتَعَالٰی جَدُّکَ: تیری عظمت بہت بلند و بالا ہے۔

وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ: اے اللہ! اس ارض وسماء میں تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔

اس کے بعد یہ تعوّذ پڑھے: **((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))**

''میں شیطانِ مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

---

۱۸ مسند شافعی، احمد، بزار، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم (وصحّحہٗ) وصحیح ابن السکن

❖ شرحِ مفردات

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ: اے اللہ! تیرا سہارا و پناہ لیتا ہوں، تجھ سے التجا کرتا ہوں، تیرے ہی فضل و احسان کے بل بوتے پر گناہوں سے بچتا ہوں۔

مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ : (اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں) شیطان سے، جو اللہ تعالیٰ کے دربار سے دھتکارا ہوا اور اس کی رحمتوں سے دور کردیا گیا ہے کہ وہ (شیطان) میرے دینی معاملات یا دنیاوی امور میں مجھے کسی قسم کا ضرر و نقصان پہنچائے۔

تیسرا رکن ❖ سورۃ فاتحہ پڑھنا

نماز کا تیسرا رکن ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہے، اور اِس کا ثبوت اِس حدیثِ نبوی ﷺ میں موجود ہے:

((لَا صَلٰوۃَ لِمَنۡ لَّمۡ یَقۡرَأۡ بِفَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ))(صحیح بخاری وغیرہ)

''اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی''۔

اور سورۃ فاتحہ قرآنِ کریم کی اصل (ام القرآن) ہے۔

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ..... کے بعد حصولِ برکت و استعانت کے لیئے یہ کہے:

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے''۔

اس کے بعد یہ سورۃ فاتحہ پڑھے :

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ oاِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ o اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ o صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ o﴾ آمین

''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے، نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، روزِ جزاء کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے ہیں''۔

❖ شرحِ مفردات

اَلْحَمْدُ : تعریف وثناء، اَلْحَمْدُ کا الف لام ہر قسم کی حمد وثناء کے استغراق کے لیئے ہے۔ البتہ وہ حسین وجمیل آدمی یا چیز جس کا اپنی اُس خوبی (حسن و جمال) میں اپنا کوئی عمل دخل نہ ہو (بلکہ یہ سب خالق کی دین ہو) ایسی خوبی پر اس کی تعریف وثناء بیان کرنا مدح کہلاتا ہے نہ کہ حمد۔

الـرَّبُّ : لائقِ عبادت، پیدا کرنے اور رزق پہنچانے والا، کائنات کا مالک، جہان میں تصّرف کرنے اور کاروبارِ عالَم کو چلانے والا اور اپنی نعمتوں کے ساتھ تمام مخلوقات کو پالنے والا۔

اَلْعَـالَمِیْنَ : اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ جہاں یا عالَم (عالَمین کا مفرد) ہے، اور اللہ تعالیٰ تمام عالَموں کا رب ہے۔

الرَّحْمٰنُ : بلاتخصیص مؤمن وکافر، تمام مخلوقات پر رحمتیں نازل کرنے والا۔

الـرَّحِیْـمُ : بطورِ خاص صرف مؤمنوں پر رحمتیں نازل کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے مؤمنوں کے ساتھ خصوصی طور پر رحیم ومہربان ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ **(الاحزاب: ۴۳)**

''اور اللہ تعالیٰ (بروزِ قیامت) مؤمنوں کے ساتھ بڑا رحیم ومہربان ہوگا''۔

يَوْمُ الدِّيْنِ: جزاء وحساب کا دن، جس دن ہر کسی کو اُس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا، اگر اچھا عمل کیا ہوگا تو اچھا بدلہ اور انعام واکرام دیا جائے گا اور اگر برا عمل کیا ہوگا تو اس کا برا بدلہ اور سزا وعذاب دیا جائیگا۔ اور اس یومِ حساب کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ

لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ o ﴾

(الانفطار : ۱۷۔۱۹)

''اورتم کیا جانتے ہو کہ وہ جزاء کا دن کیا ہے؟ ہاں تمہیں کیا خبر ہے کہ وہ جزاء کا دن کیا ہے؟ یہ وہ دن ہے جب کسی شخص کے لیئے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا۔اور حکم اُس روز صرف اللہ ہی کا ہوگا۔''

اورحدیثِ شریف میں رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَ تَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ الْاَمَانِی)) ۱۹

''دانشمند وہ ہے جو اپنے نفس کا ہر پل محاسبہ کرتا رہے اوراُخروی زندگی کے لیئے نیک عمل کرے اور عاجز وناداں وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کا غلام بنا دیا اور اللہ تعالیٰ سے رحم وکرم اور مغفرت کی امیدیں لگائے (عملِ صالح سے خالی دامن) بیٹھا رہا''۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ : اے میرے اللہ! ہم تیرے سوا کسی کی قطعاً عبادت نہیں کرتے۔ یہ اللہ اور بندہ کے مابین ایک عہد و پیمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے اور نہ کرے گا۔

وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ: یہ بھی اللہ اور بندے کے مابین ایک معاہدہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد کا طلبگار ہوتا ہے اور نہ ہوگا۔

اِهْدِنَا: ہماری راہنمائی کر، ہمیں ہدایت عطا فرما اوراس پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔

الصِّرَاطُ: دینِ اسلام،اس کا معنیٰ ''رسول'' بھی بیان کیا گیا ہے اوراسی طرح ہی اس سے مراد

---

۱۹ ترمذی،ابن ماجہ،مسنداحمد،مستدرک حاکم. امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے،لیکن علاّمہ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں انکی موافقت نہیں کی۔

''قرآنِ کریم'' بھی لیا گیا ہے اور یہ سبھی معانی حق و درست ہیں۔

اَلْمُسْتَقِيْمُ : جس میں کوئی کجی اور ٹیڑھا پن نہ ہو۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ : اُن لوگوں کا راستہ جن پر انعام کیا گیا۔ ماضی میں انعام یافتہ لوگوں کے وجود کی دلیل یہ ارشادِ خالق کائنات ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء:٦٩)

''جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے، وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدّ یقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ اور کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں''۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ : (ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا) ان سے مراد یہودی ہیں، جن کے پاس علم تو تھا مگر انہوں نے اُس پر عمل نہ کیا۔ اللہ تعالی سے دعاء کریں کہ اُن کے راستے سے محفوظ رکھے۔

وَلَا الضَّآلِّيْنَ : (اور نہ گمراہوں کا راستہ) ان سے مراد عیسائی ہیں، جو جہالت و گمراہی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ اُن کے راستے سے بھی محفوظ رکھے۔

سابقہ زمانہ میں گمراہی کے وجود کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًاo اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًاo﴾

(الکهف : ١٠٣۔١٠٤)

''اے نبی! ان سے کہو: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے

زیادہ ناکام ونامراد کون لوگ ہیں؟ وہ کہ دنیاوی زندگی میں جنکی ساری سعی وجہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ سب کچھ ٹھیک کررہے ہیں۔''

اور یہود ونصاریٰ کے بارے میں یہ حدیثِ رسالت مآب ﷺ بھی دلیل ہے:

((لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ حَتَّى لَوْدَخَلُوْا جُحْرَضَبٍّ لَدَ خَلْتُمُوْهُ قَالُوا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارىٰ قَالَ فَمَنْ؟)) (بخاری و مسلم)

''تم یقیناً اس سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے راستے (عادات) کو بعینہٖ اپناؤ گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کی بل میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! گزرے ہوئے لوگوں سے آپ کی مراد یہودی وعیسائی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نہیں تو اور کون ہیں؟''۔

(☆معنیٰ یہ ہے کہ یہ اُمت اہل کتاب کے کرتوت اپنالے گی۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گوہ کی بل میں داخل ہونے کا اصل واقعہ یہ ہے کہ سانپ اپنی بل خود نہیں بناتا بلکہ گوہ کی بنی بنائی بل سے اس کو نکال کر زبردستی خود اس میں ڈیرہ لگالیتا ہے جو اُس کے گوہ پر ظلم کی انتہائی بھیانک شکل ہے، یہی وجہ ہے کہ سانپ کا ظلم ضرب المثل بن گیا اور ظالم کے بارے میں کہا جانے لگا کہ فلاں آدمی ''اَظْلَمُ مِنَ الْحَيَّةِ '' سانپ سے بھی زیادہ ظالم ہے۔☆)

ایک دوسری حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے:

((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدىٰ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَ افْتَرَ قَتِ ا لنَّصَارىٰ عَلٰى اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَسَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْاُ مَّةُ عَلٰى ثَلاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَافِى النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً قُلْنَا مَنْ هِىَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ :مَنْ كَانَ عَلىٰ مِثْلِ مَاأَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِىْ)) [۲۰]

''یہود اکہتّر فرقوں میں بٹ گئے اور عیسائیوں کے بہتّر فرقے بن گئے اور یہ امتِ محمدیہ تہتّر فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی۔ تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔'' (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں) ہم نے پوچھا کہ وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جن کا عمل اس طرح کا ہوگا جس طرح کا (آج) میرا اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا ہے۔''

چوتھا رکن ❖ رکوع

نماز کا چوتھا رکن ''رکوع'' ہے۔

پانچواں رکن ❖ قومہ

نماز کا پانچواں رکن ''قومہ'' (رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہونا) ہے۔

چھٹا رکن ❖ سجدہ

نماز کا چھٹا رکن ''سات اعضا پر سجدہ کرنا'' ہے۔

ساتواں رکن ❖ اعتدالِ اعضاءِ جسم

نماز کا ساتواں رکن اعتدالِ اعضاء جسم ہے۔

(☆ اعتدال سے مراد رکوع وغیرہ سے اٹھنے کے بعد تمام اعضائے جسم کو اعتدال پر لانا ہے کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ معتدل ہو جائے۔

قارئینِ کرام! اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو رکوع سے اٹھتے وقت سر کو صرف برائے نام اوپر کو جھٹکا دیتے اور پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں وہ نماز کے اس مستقل رکن کو پورا نہیں کر پاتے اور خواہ مخواہ جلد بازی میں اپنی نماز کو ناقص بلکہ باطل کر لیتے ہیں اور

[۲۰] ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

تقریباً یہی انداز دوسجدوں کا ہوتا ہے حالانکہ دونوں جگہ پر اعتدال واطمینان مطلوب ہے۔☆)

آٹھواں رکن ❖ جلسہ

نماز کا آٹھواں رکن ''دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا'' (جلسہ) ہے۔

رکوع اور سجدوں کے رکن ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾ **(الحج:۷۷)**

''اے لوگو جوایمان لائے ہو! رکوع اور سجدہ کرو۔''

اور سات اعضاء پر سجدہ کی دلیل یہ ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ)) **(بخاری ومسلم)**

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کیا کروں''۔

(☆وہ سات اعضاء یہ ہیں: ۱۔ چہرہ (ناک و پیشانی) ۲،۳۔ دونوں ہاتھ ۴،۵۔ دونوں پاؤں ۶۔۷ دونوں گھٹنے۔☆)

نواں رکن ❖ اطمینان

نماز کا نواں رکن ''تمام افعال کی ادائیگی میں مکمل اطمینان'' ہے۔

دسواں رکن ❖ ترتیب

نماز کا دسواں رکن ''تمام ارکان کی ادائیگی میں ترتیب'' ہے۔

❖ دلائل ِ ارکانِ سابقہ

گزشتہ دس ارکان کی مشترکہ دلیل یہ حدیثِ رسالت مآب ﷺ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اور ''حدیثُ المسیٔ'' کے نام سے معروف ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَا لنَّبِيِّ ﷺ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَعَلَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ

قَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ نَبِیاً لَا اُحْسِنُ غَیْرَ ھٰذَا عَلِّمْنِیْ فَقَالَ لَہٗ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَیَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعاً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِ لَ قَائِماً ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِساً ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا)) (بخاری'مسلم)

''ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے نماز پڑھی اورآ کر نبی اکرم ﷺ کوسلام کہا' آپ ﷺ نے فرمایا: لوٹ جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو' تم نے نماز پڑھی ہی نہیں' تین مرتبہ اُس نے ایسے ہی نماز پڑھی اورآپ ﷺ نے اسے دوبارہ سہ بارہ نماز پڑھنے کاحکم دیا' تو بالآخراس آدمی نے کہا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے' میں اس سے اچھی طرح نماز نہیں پڑھ سکتا' آپ مجھے صحیح طریقۂ نماز سکھلا دیں' آپ ﷺ نے اسے کہا:

''جب آپ نماز کے لیئے کھڑے ہوں تو تکبیر تحریمہ کہیں، پھر قرآن پاک سے جو کچھ یاد ہو (سورۃ فاتحہ اورکوئی دوسری سورت) وہ پڑھیں، پھر رکوع کریں یہاں تک کہ آپ رکوع کی حالت میں خوب مطمئن ہو جائیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں یہاں تک آپ اعتدال کے ساتھ اچھی طرح سیدھے کھڑے ہو جائیں، پھر سجدہ کریں یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں خوب مطمئن ہو جائیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں یہاں تک کہ آپ خوب اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں (تب دوسرا سجدہ کریں) اس کے بعد اپنی پوری نماز (تمام رکعتوں) میں ایسے ہی کریں''۔

گیارہواں رکن ❖ آخری تشہّد پڑھنا

نماز کا گیارہواں رکن آخری تشہد (التّحیّات پڑھنا) ہے، یہ فرض رکن ہے۔ جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تشہّد کے فرض ہونے سے پہلے ہم یہ کہا کرتے تھے:

((اَلسَّلَامُ عَلٰی اللّٰہِ مِنْ عِبَادِہٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ))

''اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہو اور جبرائیل اور میکائیل پر بھی سلام ہو''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**اَلسَّلَامُ عَلٰی اللّٰہِ مِنْ عِبَادِہٖ** نہ کہا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام (سلامتی والا) ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کلمات کی بجائے یہ کہا کرو:

((اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، أَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ))

(بخاری و مسلم)

''ہر قسم کی زبانی، بدنی اور مالی عبادات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیئے ہیں اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں اور سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول (بھیجے ہوئے) ہیں''۔

❖ شرحِ مفردات

اَلتَّحِیَّاتُ: ملکیت واستحقاق کے لحاظ سے ہر قسم کی تعظیم صرف اللہ تعالی کے لیئے ہے مثلاً جھکنا' رکوع کرنا سجدہ کرنا، اور بقاء ودوام وغیرہ اور ہر ادا و عمل جس سے پروردگارِ کائنات کی تعظیم ہوتی ہے وہ صرف اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے۔ اور جس شخص نے اِن امورِ تعظیم میں سے کوئی امر بھی

کسی غیراللہ (نبی، ولی، پیرومرشد وغیرہ) کے لیئے روا رکھا، وہ مشرک و کافر ہے۔
اَلصَّلَوَاتُ: اسکا معنیٰ ہرقسم کی دعاء وپکار ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد نمازِ پنجگانہ ہے۔
اَلطَّیِّبَاتُ: اللہ تعالیٰ خود پاک وطیّب ہے۔ اور وہ صرف پاک وطیّب اقوال واعمال کو ہی قبول کرتا ہے۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ: اِن کلمات کے ساتھ آپ نبی ﷺ کے لیئے سلامتی اور رحمت و برکت کے دعاء وپکار کرتے ہیں۔
اور جس کے لیئے دعاء وپکار کی جائے، اُسی کی ذات کو تو مصائب ومشکلات میں اللہ کے ساتھ پکارا نہیں جا سکتا۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّا لِحِیْنَ: اِن کلمات کے ساتھ اپنے آپ کیلیئے ارض وسماء کے تمام نیک وصالح بندوں کے لیئے دعاء وپکار کی جاتی ہے **اَلسَّلَامُ** ایک دعاء ہے جو نیک لوگوں کیلیئے کی جاتی ہے اور پھر اُنہی کی ذات کو تو (مشکلات میں) اللہ کے ساتھ پکارا نہیں جا سکتا۔
اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ: ان کلمات کے ساتھ آپ یقینی شہادت وگواہی دیتے ہیں کہ ارض وسماء میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو عبادت کی حقیقی مستحق ہو۔
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً اعَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ: اور آپ یہ شہادت بھی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اُن کی عبادت نہیں کی جا سکتی، اور وہ اللہ کے رسول ہیں، اُن کے منصبِ رسالت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ بلکہ ان کی اطاعت واتّباع کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں عبودیّت (بندہ ہونے) کا لقب عطا فرما کر شرفِ عظیم سے نوازا ہے۔
نبی اکرم ﷺ کے لقب ''بندہ'' کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا o﴾ (الفرقان: ۱)

''نہایت متبرّک ہے وہ جس نے یہ فرقان (قرآن پاک) اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہان والوں کے لیئے خبردار کردینے والا ہو''۔

بارہواں رکن ❖ قعدۂ ثانیہ کرنا

نماز کا بارہواں رکن تشہّد کے لیئے بیٹھنا یعنی قعدہ ثانیہ یا جلسۂ ثانیہ کرنا ہے (☆ جبکہ دو رکعتوں کے بعد والے تشہّد کے لیئے بیٹھنا ''قعدۂ اُولیٰ'' واجباتِ نماز میں سے ہے، رکن نہیں۔☆)

تیرہواں رکن ❖ درودِ شریف پڑھنا

نماز کا تیرہواں رکن نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا ہے، جو یہ ہے۔

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلَیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ)) (صحیح بخاری)

''اے اللہ! حضرت محمد (ﷺ) اور آپ ؐ کی آل پر رحمت بھیج جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر رحمت بھیجی، بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر برکت بھیج جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر برکت بھیجی، بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے''۔

❖ شرح کلمۂ صلوٰۃ

صلوٰۃ (درود شریف) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کا معنیٰ ملاء اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کی ثناء و تعریف کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ابوالعالیہ سے یہ کلمات نقل کیئے ہیں:

((صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَاءُ ہٗ عَلٰی عَبْدِہٖ فِیْ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی))

(صحیح بخاری)

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ اُس کا ملاءِ اعلیٰ میں اپنے بندے کی تعریف کرنا ہے''۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کا معنیٰ رحمت نازل کرنا ہے) جبکہ پہلا معنیٰ ہی زیادہ صحیح ہے۔

جب صلوٰۃ فرشتوں کی طرف سے ہو تو اس کا معنیٰ استغفار اور طلبِ بخشش ہوتا ہے اور جب صلوٰۃ آدمیوں کی طرف سے ہو تو اس کا معنیٰ دعاء ہوتا ہے۔

وَبَارِکْ سے لیکر آخر تک سُننِ اقوال وافعال ہیں۔

چودہواں رکن ❖ سلام پھیرنا

نماز کا چودہواں رکن (التحیات، درودِ شریف اور دعاء کے بعد) دونوں طرف سلام پھیرنا ہے۔

(☆اس چودہویں رکن کا ذکر مؤلّف نے شروع میں ہی کر دیا ہے اور آخر میں نہیں کیا، جبکہ ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے یہاں دوبارہ ذکر کر دیا ہے اور اس کی دلیل رسولِ عربی ﷺ کی وہ حدیث ہے جو دوسرے رکن کے تحت مذکور ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

((تَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَ تَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ))

اور اسکا ترجمہ وحوالہ جات وہیں گزر چکے ہیں۔☆)

❖ واجباتِ نماز

نماز کے واجبات آٹھ ہیں۔

۱۔تکبیرِ تحریمہ (جو کہ رکن ہے اُس) کے سوا باقی تمام تکبیریں۔

۲۔رکوع کی حالت میں یہ کہنا: **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ** ''پاک ہے تو اے اللہ عظمت والے!''

۳۔امام ومنفرد کا رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے یہ کہنا: **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** " اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی جس نے اس کی حمد بیان کی"۔

۴۔اس کے بعد (امام ومقتدی اور منفرد) سب کا یہ کہنا: **رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ** "اے ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیئے ہے"۔

۵۔دونوں سجدوں میں یہ کہنا: **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** "پاک ہے تو ایسے میرے بلند وبالا رب"۔

٦۔دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر یہ دعاء کرنا: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ(وَارْحَمْنِیْ وَ اھْدِنِیْ وَ عَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ)** "اے میرے رب! مجھے بخش دے (مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت عطا کر، مجھے عافیت میں رکھ اور مجھے رزق عنایت فرما"۔)

۷۔پہلا تشہّد پڑھنا (دعاء سے پہلے والا التّحیّات جو دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔)

۸۔پہلے تشہّد کے لیئے بیٹھنا (قعدۂ اولیٰ کرنا)

❖ ارکان وواجبات کا فرق

ارکان وہ ہیں جن میں سے اگر کوئی ایک رکن بھی بُھول کر چھوٹ جائے یا جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو اُس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

اور واجبات وہ ہیں کہ جن میں سے اگر کوئی ایک بھی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور اگر دانستہ نہیں بلکہ بُھول چُوک سے چُھوٹ جائے تو اس کی کمی کو سجدۂ سہو (نماز کے آخر میں سلام پھیرنے سے قبل دو سجدوں) سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم (تمّت شروط الصلوٰۃ وواجباتھا وارکانھا)

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین،

ترجمان سپریم کورٹ الخبر ۔۳۱۹۵۲

وداعیہ متعاون مراکزِ دعوت وارشاد، الخبر ، الظہران، الدمام (سعودی عرب)